

پسندیدہ فرنزہ

۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۶
۱۰ جولائی ۱۹۶۷

تحریکات

شعبہ
دھرم و ترقی
دارالعلوم ندوہ علماء
لکھنؤ

جلد سالہ
سات رہنمے
نمبر جم ۲۰ بیسے

ایڈٹر سید محمد سعید
محالوں سید علی گنی ندوی

TAMMEER-E-HAYAT
(FORTNIGHTLY)
DARULULOOM, NADWATULULAMA LUCKNOW (INDIA)

دارالعلوم ندوہ العلماء کا سیاست کردہ نصاہب

الفصلہ تابع الشامل فصل ۱۴

در. مولانا ابوالحسن علی ندوی
اس کتاب میں اسلامی تاریخ، اسلامی فقیہ، ہجۃ العالم کی اسلامی تاریخ اور
اسکی نامور شخصیتوں کے تاریخ، اسلام اور نہاد تاریخ کا تاریخ، شہروں
ورسکاں کا تاریخ، علمات، علوم اور فضولی مسائل اُنکے بیان، اسلامی شخص کی
لئے کوئی سبقتی میں سے اعلیٰ نہیں اور اسے اسی تاریخی تعریفی حقیقت کی طرف پیری
کرتا ہو، مدرسہ حرمیلی جویں تصادوں اس کو اعلیٰ نصاہب کا کہا۔
قیمت حصہ اول ۵ روپے، حصہ دوم ۵ روپے حصہ سوم ۵ روپے

الفصلہ تابع الشامل فصل ۱۴

لار. علام ابوالحسن علی ندوی
اس کتاب میں کافی تبلیغ کی جیسا کوئی نہیں اور اس کے فضیلت کے
تجزیات کا ملک ملک کیا ہے کہ اس کتاب میں اسکی تبلیغاتی تحریک اور اس کی ایک قیمتی
لیے کہ کہا کہ فیاض اقبال کے ملک ملک کی جیسا کوئی نہیں اور اس کے فضیلت کے
بس اسکے لکھنؤ کے بیانی اقبال خود اپنے کھنکھنی صیغہ پر جائز ہے، اس
قیمت حصہ اول ۵ روپے، حصہ دوم ۵ روپے حصہ سوم ۵ روپے

الأدب العربي
بین عرض و نقد

از
مولانا سید محمد راجع ندوی۔ ادیب اول
(دارالعلوم ندوہ العلماء لکھنؤ)

عربی ادب کی تاریخ اور تنقید کے موضوع برہنستان
میں یہ سب سے بھی کوئی کوشش ہے، جو الادب العربی
بین عرض و نقد، کے نام سے عربی زبان میں دارالعلوم
ندوہ العلماء لکھنؤ یے پیش کی ہے۔

اس کتاب میں عربی ادب کی تاریخ پر سیر حاصل بحث
کی گئی ہے اور یہ تین بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔
ادب کی حقیقت، تنقید و تجزیہ، ادبی نوے۔
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے مقدمہ کے ساتھ
حصوصت عربی کتاب پر یہ کتاب جب کر آگئی ہے۔
(قیمت صرف چار روپے)

میختہ ادب

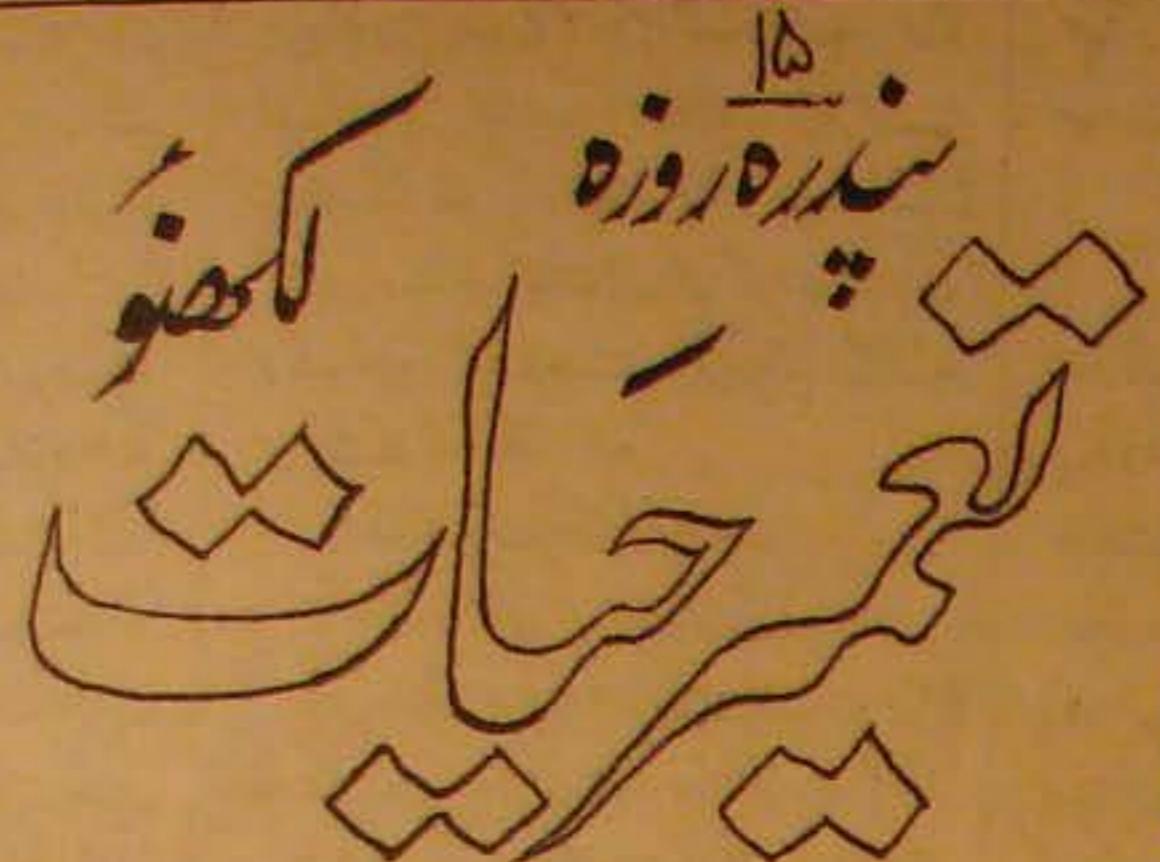
از مولانا ابوالحسن علی ندوی
یہ کتاب جن کی متعدد اور اعلیٰ و ذوقی جماعت کے نصاہب میں داخل کرنے کی لئے بہ
این فضیلت کے لیے اس وقت تک اور بھی کی کوئی کتاب اس کا بدل نہیں
یاد رکھی اکابری اکابریں ہے، مولانا ندوی کی بڑی ایجاد کے ملادو بخشن، مایکلہ
کلکتہ بیجاپور اور اس نویں نویں اور ہمیت سے کامیاب ایجاد نصاہب ہے،
ششم کے کامیاب نہیں بھی داخل نصاہب ہے۔
قیمت حصہ اول ۵ روپے حصہ دوم ۵ روپے

متنقید ادب

از مولانا ابوالحسن علی ندوی
اس کتاب میں صفت نے ان بیان ایجادوں کا تباہی کا بے جذبات کھان
ان کامیابی بافت ایسا تاریخی و ادائقی ترتیب کا فرمی جسکے میں اسلامی فضیلت کے
کوئی معاون ثابت نہ ملتے، یہ تاریخ سلسلہ اور نہاد و مذاہب میں ایجاد
پڑھنے کی تحریک کی جائیں جو ایمان و ادب کی تحریک نمائندگی کر سکے میں
ذوقی کے ساتھ تجوید اور نقید کی بھی خالی ہے، مولانا ندوی کی تعداد میں
نصاہب یا ہے۔ قیمت ۵ روپے

سالانہ

سات روپے
فی پرچاہ
۳۰ پسے



جولائی ۱۹۶۶ء
متطبّق
ریجیٹ اول ۱۳۸۶ھ

شمارہ نمبر ۲۱

شعبہ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیرت کا پیغام ہندوستانی مسلمانوں کیلئے!

از سید محمد الحسن

رسیم الادول کا مبارک مہینہ مسلمان ہند کیلئے ایک نئے پیغام اور نئی دعوت کے ساتھ آیا ہے، یہ پیغام و دعوت و اخراج افغانستان یا ہے کا سوت

ہم مسلمانوں کو عید میلاد کی تقریبات اور جنگوں، آرائشوا اور دشیوں پر اپنی دولت اور قوت صرف کریں۔ بجات اپنے بھوی کے دینی مستقبل اور نئی نسل کو شرک و بت پرستی سے بچائے کیلئے مرت کرنی چاہیے۔

اس سے طریق عجیب و غریب تفاصیل کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف تو جوش بخت میں ہمیشہ بھر فولیاں اور رفت خانیاں ہوں، اور دوسری طرف پرے

دین و نہب کے بنیادی تفاصیل اور اپنے مل مسائل سے اس طرح صرف نظر گر لیا جائے جیسے کوئی مسئلہ سے موجود ہی نہیں، بلکہ ان ہی تقریب ہوں اور ذکر

رسول یافت رسول کے درمیان اگر نازک کوئی وقت آجائے تو مشق سماج میں اس کو آسانی کے ساتھ خانہ کر دیا جائے۔

اگر قوم کا شورزندہ اور بیدار اور اس کی قیامت ستمکم اور باز اور ہوتی تو یہ تھا کہ تمام مسلمان اس مرتبہ اجتماعی ضمیل کر لیتے کہ وہ ساری اقسام جو دہ

ان تقریبات پرستہ رہ کر رہے ہیں، دینی قیلیم کے مسئلہ کے حل کیلئے دیجیگے، اور جب تک پیسٹلز نہ ہو گا جس سے زیبیں گے۔

سیرت کی تقریب بہت مبارک اور ذکر رسول کی فرازیت و برکت میں کلام کس کو پوچھنا ہے، لیکن کیا یہ صرف ہمارے ہی لئے مزدوجاً ہے ہمارے پتوں کے

لئے نہیں ہمہ تر کانہ قلبیم حاصل کر کے اب بیویوں کو اوتار کنے لگے ہیں کیا یہ کافی ہے کہ سال بھر میں پچھوڑنی جشن مناکر میں اہلین سے سو بائیں، اہل اپنے کان اور

وہ مانع کی کھڑکی ہی بند کر لیں، اگر ہماری انجمنیاں مسئلہ جس پر ملت اسلامی ہند کے پرے مستقبل کا درود رہے، اپنے رسول کی سیرت اور قیلیات سے بیگانے چوہان اور

تو پیغمبر کے ایمان افروز جلے اور دلوں انجیز طبیں تقریبیں اور یہش و پراغاں آخر کس منطق، داشتمندی اور ہم دفتر است کی رونے جائز اور قوانین انسانیاں

سے کس تفاصیل کے تحت درست ہو گا، اگر مسئلہ کر دوں تو پہنچوڑ کر کے اور ہزاروں لاکھوں کا رکنوں اور طبیں اور حکمت جد چد کے بعد بھی حل ہوتا ہے بھی ہم

کو اس نازک اور ایم ترین مسئلہ کیلئے ایک فرد کی طرح کھڑا ہو جانا چاہیے تھا لیکن اس سوت حال میں جب کہ اس کے لئے اس تدریکی و غیرہ سرای کی ہزمت ہیں اس اس

کی طرف سے خفقت دے پڑا بھی بہت بری طلاقت ہے اور سخت اندیشہ کی بات ہے۔

پھر اس قیلیم مسئلہ کے علاوہ مسلمانوں کے کتفے میں مسائل اور کام ایسے ہیں جو ان کے لئے دجوہ کی تھی اور ان کی شخصیت کو دردار اور ان کی دعوت و طرف

زندگی کی خانلعت و بیقا کے لئے بیدن اگر زیر اور ضروری ہیں، لیکن ایسا نظر آہا ہے کہ جیسے ان مسائل کا وجود صرف کاغذ پر ہو یا انکے قلعی کسی دوسری قوم سے ہے۔

ہندوستان کے ہر یہی شہر میں احمدیہ ایسے متعدد اسلامی تاجروں کا رخاں ٹالیوں موجود ہیں جو ان منصوبوں اور کاموں میں سے ایک ایک منصوبے کے اختیارات

تن تنہا برداشت کر سکتے ہیں، لیکن

تراءی بھی نہ چاہے تو باقیں پڑا رہیں

چھوڑ کر مخفی داد دہش پر اتر آئیں تو اسلامی
مماشہ کا نظام ہی نہیں چل سکتا۔

گرٹن خواہ ز من سلطان دیں
پیدا کر سکتا ہے، یہ ساری تصریح اس عزیب کے ساتھ
فاک بر فرقی قناعت بولازی۔

مالک الملک کی ایجاد اور اس کی تابداری ایک
بندہ کا فرض منصبی ہے اور اس، یہ فقط نظر

مردہ توں میں روح تازہ چونکہ دی ہے، اس کا
ایک قطہ ذریعہ حیات اور اس کا ایک برجہ محنت
ایمان کے تناقض کا پورا اثر.... اور رسول اللہ
صلواتہ علیہ وسلم کی صحیحیت ہوئی تو پھر دشواریاں
مذہبیاں اور ان انسانیاں ہمارا ایساست نہ دیکھیں،
بوجاج سنگ گران بن کر ہمارے راستہ میں حائل
بھی ہیں، ان مقام صدر کے حصول کے لئے تو اسی
دہائی صفت اور طبیعت تاجروں کو کارخانے اور ملک
کرنے چاہئے تھے، امدادی کے منافع سے ان بڑے کاموں
ہمچوں میں، مردوں میں ہمچوں میں پھر وہیں کافی ہے
کو چلانا چاہئے تھا جس کے نہ ہونے سے مسلمان غربت
ولاداری اور اپیسیاں کا میڈیا کے اس اس میں میں تباہی
ادی احساس روگ کی طرح ان کے پوسے ابتدائی
وجود میں پھیل رہا ہے۔

سرت رسول اللہ کا ناقصہ اور پیام نمازی ہے
ادب کوہا بھی، حج بھی اور وہی بھی، تبلیغ دین بھی،
غیر بیوں کی خدمت بھی، یقینوں کی احانت بھی،
لیکن کم از کم یہ تو نہ چونا چاہیے کہ اس کا پینام مقریبان
و ایسا رہی ہے، دین میں اور دن کے درمیان
حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی اس پر عمل کرنے پر
تناقضوں کے لئے اپنی جان و دل ندا کرنا بھی ہے
ذمہ ہوتے وہی اکٹھش اور بے خدرا خدمت و
اطاعت کا جذب بھی ہے۔

چند یقینوں کی احانت در پرستی یقیناً بجا
ہے (اگرچہ افسوس ہے کہ اس سے بسی اب غلطت بڑھ
رہی ہے) لیکن جب پوری قوم کی حالت ایک یقین سی
ہمارا مقصد کیست میں چیز پر دکالت کرنا اور
کسی فرض کی حسن طلب نہیں، تم بہیں کہتے کہ
رسول اللہ کی استکیلی اپنا مل حست پر کرنا، اپنے
دنون کا آنام اور الوں کی نیزہ حرام کر لینا اور اس کے
لئے بڑے تاروںے چین رہنا بھی سیرت رسول بھی کا
یقیناً اور اسی کا کردار ہے، اہل میلاد مجھے معاف کریں
لیکن بھی بات یہ ہے کہ عام طور پر ان تقریبیوں اور بخوبیوں
اور بے معتقد و پیشہ درمیان تقریبیوں کا مثال ایسی
ہی ہے کہ جیسے کوئی پیاس ادھی شدت پیاس سے
وہ توڑا ہو اور ہم اس کے منافع پیاس کے لئے بڑی
قطرات مٹکانے کے بجائے اس کے سامنے پانی کے
دنائل و مناقب کا پورا دفتر کھول دیں اور یثبات
کرنے کی کوشش کرنے لگیں کہ تیرا یہ حال درحقیقت
پانی سے نظلت برستے اور اس کے حشر، اور کرستے
آدمیوں کے سامنے پیٹھے اس کی شریعت کا تقدیم
دور پڑھانے کی وجہ سے ہوایت، اس پانی پیشے
پڑھے، مدد و فخریات میں الگ سر راج دار انفاق
فی سبیل اللہ جو کفر ناظل داد داد... پر اکتفا
کر لیں اور عزیزاً و متوسط المیال بیوگ اذ کار و عبادت
لئے لکھنا ہر دن کی ایسیں ایساں آب حیات نے کیے کیے

گذشتہ سے چیزتہ

اسما القرآن

از علامہ سید سلیمان ندوی

کو عطا کیا ہے جو تا نون پر مشتمل ہیں لیکن جو کل قرآن
میں قانون کے ساتھ اخلاقی اور حکام بھی کہتے ہیں
اور قوانین میں بھی قانون کے ساتھ ساتھ کسی قدر
اخلاقی کی قیمت ہے اس لئے قوانین اور قرآن کو فرقان
کے ساتھ ہے، اور "ضیا" بھی خدا نے فرمایا
ہے، قوانین کے متعلق ہے۔

دلقد اتنیا موسیٰ اور بیٹھ کر ہم نے مومنی
دھاروں الغرفات اور باروں کو "خندی" اور
وہیاء۔ "انبیاء" "روشنی" دی۔

"فیصلہ" سے حرا و قانون اور "روشنی" سے
مراد اخلاقی اور روحانی احکام ہیں، دوسری آیت
قرآن کی شان میں ہے۔

ناہِ رحمات اللہ کی
شمع رحمات اللہ کی
انزل نہیں القوای
ہدایت للناس دینیت
من الحمدی والغرفات
وہ ناشیاں ہیں ہدایت اور
فیصلہ کا۔

"ہندی" سے مراد اخلاقی اور روحانی تعلیمات
اوہ فرقان سے قانون ہے، یہاں پر ایک نکتہ اور
بھیجھنے کے لائق ہے، قوانین کی غریبی میں فرقان
بھیجھنے کا لائق ہے، اور ضیا لیکن جو رہشنی
کا لاغظ بچلے آیا، اور ضیا لیکن جو رہشنی
کا لاغظ بجود کو آیا، اس سے اشارہ اس بات کی طرف
ہے کہ قوانین کا مقصود اول قانون اور مقصود ثانی
اخلاقی ہے لیکن قرآن کی تعریف میں بچلے دبارہ بھی
بیجھنے بادیت کا لاغظ آیا اور آخر ستر میں اخلاقی
یعنی قانون کا لاغظ بچلے آیا، اور ضیا لیکن جو رہشنی
کا لاغظ بجود کو آیا، اس سے کہایتے ہیات مضمون
چلے ہیں ہے، کیونکہ قوانین سے تحریر تو فقط کتاب سے
ہو جائی، اس لئے لا محال یہاں فرقان کے درمیان
مختلط ہوئے ہیں، فرقان کے منی فیصلہ کی تحریر
یا "میز" کے ثابت ہوتے ہیں، فرقان کے منی کی تحریر
کے لئے سورہ انفال کی یہ آیت پڑھو،

فیصلہ امنتم باللہ وَا
کافی نہ کہنے کی وجہ بیان
پڑھوئے ہیں ہے، اور ہم اپنے ایمان
ان تمام آیات سے بات پایا شہوت کو
انزلن اعلیٰ عبد نا
پڑھوئے گئی کہ فرقان کے منی فیصلہ کیے یا میز
کرنے والے کے ہیں جب کسی کتاب کو فرقان کہا
اس آیت میں جنگ کو "یوم فرقان" سے نسبت کیا
جائیکا تو اس کے منی حق دیا طل میں نہیں کر دیا
ہے کیونکہ درحقیقت اس جنگ نے حق دیا طل اور کنزو
اسلام کا فیصلہ کر دیا، ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ
فرقان کے منی فیصلہ کرنے یا حق دیا طل میں فیصلہ
تھے آئت دقواد قوانین کے سو اسکی درصریح نیک
صحیفہ پر کیوں نہیں اطلاق ہوا؟ واقعی ہے کہ
آخر اسم فاعل کے منی بھی دیتا ہے، یہ آیت دیکھو،

یا ایہا الذیت امنوا ایمان داؤ اگر خدا سے
ان تھقیلہ بجعل لکم ڈردگے توہہ بتائے
فرقان ناہ (انفال) نے فرقان بنائے گا۔
اس آیت پاک میں "فرقان" جو مصدقہ ہے
فاروق کے منی میں ہے، جو اس فاعل سے
ہے کہ فرقان کا نام خدا نے صرف ان میں عذیز
لیکن اکثر لوگوں نے اس کو ناپسند کیا، ناپسند ہی
کیا وہی سچی کہ سوچوں کا اپنایا جائے، وہی کتاب کو سز کئے
ہیں فیصلہ کرنا قانون اور لا کا فرض ہے، یہی دیکھو
اس بنا پر یہاں "فرقان" کے منی، فیصلہ کن" یا

حق دیا طل میں فیصلہ کرنے کے قوت، اور "میز"
یا "قوت میز" کے ہیں چونکہ فرقان بجدی میز، پاہ،
منے کے ساتھ اور آیت پڑھنے سے اس کو فرقان
سے دکھنے کے لیے میں توہہ است، اس کو فرقان
کی افسوسنکی کیفیت پیدا کر دیا ہے۔
"فرقان" اس موحّد الذکر منی میں قرآن
میں کئی جگہ آیا ہے۔
آپ کرتا ہے اس لئے فرقان کے منی بھی یہ کو خود
فرقان میں دھونڈنا چاہیے، یہ خلا ہر ہے کہ فرقان
مصدر ہے، اب اس کے متن کے منی میز است، اور
یہ میں دیکھو،

ان انسانیت کا فرقان سے ادکنپھل
(مراسلات) میں فیصلہ کرنے والی ہیں،
اس آیت سے "فاروق" کے منی "فیصلہ کن"
یا "میز" کے ثابت ہوتے ہیں، فرقان کے منی کی تحریر
کے لئے سورہ انفال کی یہ آیت پڑھو،

ان کنتم امنتم باللہ وَا
پڑھوئے ہیں ہے، اور ہم اپنے ایمان
ان تمام آیات سے بات پایا شہوت کو
انزلن اعلیٰ عبد نا
پڑھوئے ہیں ہے، اور ہم اپنے ایمان
اس آیت میں جنگ کو "یوم فرقان" سے نسبت کیا
جائیکا تو اس کے منی حق دیا طل میں نہیں کر دیا
ہے کیونکہ درحقیقت اس جنگ نے حق دیا طل اور کنزو
اسلام کا فیصلہ کر دیا، ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ
فرقان کے منی فیصلہ کرنے یا حق دیا طل میں فیصلہ
تھے آئت دقواد قوانین کے سو اسکی درصریح نیک
صحیفہ پر کیوں نہیں اطلاق ہوا؟ واقعی ہے کہ
آخر اسم فاعل کے منی بھی دیتا ہے، یہ آیت دیکھو،

من درج ذیل پر چوں کی اہمیت ہے جن حصہ
کے پاس یہ پرچے فاضل ہوں یا وہ بیلت
علیحدہ کرنا ہیں تو میز" تعمیر حیات "،
شہزادہ تھمہ و ترقی دار العلوم ندوۃ السلام لہنہ
کھلانے میں بہت مزہ آتا ہے لیکن تحریر کا تفاہ
اور انسان کی جیزو نظائج کی درسی چیز میں
مضبوط ہے، کبھی فوائل و عبادت یا اذکار و
تبیعات میں زیادہ لطف آئے گتائے ہے، لیکن
آدمی کا طلاق اور دھانی فائزہ حضیرہ تھا
پڑھے، مدد و فخریات میں الگ سر راج دار انفاق
فی سبیل اللہ جو کفر ناظل داد داد... پر اکتفا
کر لیں اور عزیزاً و متوسط المیال بیوگ اذ کار و عبادت
لئے لکھنا ہر دن کی ایسیں ایساں آب حیات نے کیے کیے

میز تعمیر حیات
شہزادہ تھمہ و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لہنہ
کر لیں اور عزیزاً و متوسط المیال بیوگ اذ کار و عبادت
لئے لکھنا ہر دن کی ایسیں ایساں آب حیات نے کیے کیے

بیو دی اور میانی اپنے تواریخ کو اسغار
منی بالکل داشت ہو گئے، قرآن مجید عدالت
میں تحریری حیثیت سے اجستہ اور اوراق میں کیا
مرتب نہ تھا، اس لئے صرفت ابوبکر شریف کے زمانہ میں
جب قرآن اپنے امام اور اوراق میں تحریری حیثیت
مربوط ہو کر کتاب کی صورت میں آیا، تو معتقدات
نام اگر بزرگی قرآن سے ماخوذ ہوتا تو اس کا نام قرآن
بہنچا بلکہ قرآن ہوتا، کیونکہ اس میں شک نہیں کہ بنی
ععلیٰ اسلام بھی قرآن کو قراءہ کا مردم رکھتے ہیں
میں کے معنی پڑھنے کے معنی وہ جس کے مقابلہ اب ہم جس نے
عربی میں لفظ "قراءت" سے اس بنا پر کلام مجید کا
نام اگر بزرگی قرآن سے ماخوذ ہوتا تو اس کا نام قرآن
بہنچا بلکہ قرآن ہوتا، کیونکہ اس میں شک نہیں کہ بنی
ععلیٰ اسلام بھی قرآن کو قراءہ کا مردم رکھتے ہیں
میں کے معنی پڑھنے کے معنی وہ جس کے مقابلہ اب ہم جس
نے اپنے لفظ "قراءت" سے اس کے مقابلہ میں آیا، تو معتقدات
میں کے معنی پڑھنے کے معنی وہ جس کے مقابلہ اب ہم جس
کیا اور اس وقت سے قرآن مجید کو مصحف کہا جاتے تھا،
لیکن مصحف کے جملیں اصل بیان میں مسخر کیا جاتا تھا،
موجود ہے، صدر از مدله اپنی کتاب سوا السبيل فی
المرقہ المرقب والدلیل میں لکھتے ہیں کہ مصحف جبیش
فنا ہے اس کی اصل جذبی زبان میں مصحف پہنچتے ہیں
جذبی زبان میں کتاب کو کہتے ہیں۔

صاحبہ کو چھرمورہ دیتے ہیں کہ قرآن عبرانی
لفظ ہے، یہودہ پہنچ یعنی بنی اسرائیل کا قرآن یا
قرآن کہتے ہیں، اور پھر مجموعہ قرأت کو قرآن یا
قرآن کہتے ہیں، قرآن اسی قرآن یا مقراہ سے بنایا
گیا ہے، ہم کہتے ہیں کہ قرآن یا مقراہ کے عبارتی
یہ پڑھنے کے معنی وہ جس کے مقابلہ اب ہم جس
عربی میں لفظ "قراءت" سے اس بنا پر کلام مجید کا
نام اگر بزرگی قرآن سے ماخوذ ہوتا تو اس کا نام قرآن
بہنچا بلکہ قرآن ہوتا، کیونکہ اس میں شک نہیں کہ بنی
ععلیٰ اسلام بھی قرآن کو قراءہ کا مردم رکھتے ہیں
میں کے معنی پڑھنے کے معنی وہ جس کے مقابلہ اب ہم جس
نے اپنے لفظ "قراءت" سے اس کے مقابلہ میں آیا، تو معتقدات
میں کے معنی پڑھنے کے معنی وہ جس کے مقابلہ اب ہم جس
کیا اور اس وقت سے قرآن مجید کو مصحف کہا جاتے تھا،
لیکن مصحف کے جملیں اصل بیان میں مسخر کیا جاتا تھا،
موجود ہے، صدر از مدله اپنی کتاب سوا السبيل فی
المرقہ المرقب والدلیل میں لکھتے ہیں کہ مصحف جبیش
فنا ہے اس کی اصل جذبی زبان میں مصحف پہنچتے ہیں
جذبی زبان میں کتاب کو کہتے ہیں۔

مصحف نہ تھا، یعنی مربوط کتاب نہ تھا، اور ہے ہو سکتا
عربی زبان کے الہ لفت لفظ قرآن کی تحقیق
جذبی زبان میں مسخر کیا جاتا تھا اسی قرآن کی جذبی ختم نہیں
میں مختلف آلاتا رہا ہے، سچے پہلا اختلاف یہ ہے کہ
قرآن کا سچے لفظ قرآن برقرار خلان ہے، یا
قرآن بردار فران فال ہے، جو گروہ شش شانی کاظموفار
ہے اس کی بھی دو جا عیتیں ہیں۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ صحیح قراءت قرآن
بروزن فران ہے اور نیز قرآن کسی مصدر یا اصل
میں شتنی نہیں ہے بلکہ خدا نے یوں ہی ایک لفظ
کلام مجید کے نام کے لئے وضیح کر دیا ہے، اسلئے
سوائے نام ہونیکی حیثیت کے اور سوائے طلیت
کے قرآن کے کوئی اور لذوی معنی نہیں جس کی
مناسبت سے قرآن کا قرآن نام کھا لیا ہو فراء
ادہ امام اشتری امام شافعی کے ساتھ یہاں تک تشریک
ہے کہ صحیح لفظ قرآن بلا ہمہ ہر لکھنی پیغمبیریم نہیں کرتے
کہ اس لفظ کا از روشن لفت کو فی اصل نہیں یا جن طبقت
اسکو فوکا اور منا۔ معنی نہیں اسکے ساتھ فراء اور امام اشتری کی
یہ چوارے چوک قرآن میں نہیں ہے ہر یہاں پہنچ کر فراء
او اشتری میں ایک ادا خلاف متروک ہوتا ہے۔

امام اشتری کہتے ہیں، قرآن قرن میں شتنی
ہے قرن کے فنوی منیٰ ملائے ہے کہ ہیں، جو نکل قرآن
سوندھ آیا اور جو دیغہ کو باہم ملانا ہزاۓ اسکا
نام قرآن رکھا گی، فراء کی رائے ہے قرآن قران سے
ماخوذ ہے، قرآن قرینہ کی وجہ ہے، قرینہ کے معنی
یعنی (فل) بیان کرتا ہے۔

مصحف کا مصحف اسٹھنے
راد جو ای ہذ القرآن اور دھمی کیا گی میریا فرن
اذ خدھی ہنی اسکے اور اوراق
المحکتبہ بین (بردا)
انہ تعریف کو یہ
بل هو قراءت مجید
بلکہ کتاب قرآن مجید
ات ہذ القراءت یهدی
للتھی ہی اقوم دارالعلم
بہت سید چھا۔
راد جو ای ہذ القرآن اور دھمی کیا گی میریا فرن
اذ خدھی ہنی اسکے اور اوراق
المحکتبہ بین (بردا)
انہ تعریف کو یہ
بل هو قراءت مجید
بلکہ کتاب قرآن مجید
ات ہذ القراءت یهدی
للتھی ہی اقوم دارالعلم
بہت سید چھا۔
داد جو ای ہذ القرآن اور دھمی کیا گی میریا فرن
اذ خدھی ہنی اسکے اور اوراق
المحکتبہ بین (بردا)
انہ تعریف کو یہ
بل هو قراءت مجید
بلکہ کتاب قرآن مجید
ات ہذ القراءت یهدی
للتھی ہی اقوم دارالعلم
بہت سید چھا۔
داد جو ای ہذ القرآن اور دھمی کیا گی میریا فرن
اذ خدھی ہنی اسکے اور اوراق
المحکتبہ بین (بردا)
انہ تعریف کو یہ
بل هو قراءت مجید
بلکہ کتاب قرآن مجید
ات ہذ القراءت یهدی
للتھی ہی اقوم دارالعلم
بہت سید چھا۔
داد جو ای ہذ القرآن اور دھمی کیا گی میریا فرن
اذ خدھی ہنی اسکے اور اوراق
المحکتبہ بین (بردا)
انہ تعریف کو یہ
بل هو قراءت مجید
بلکہ کتاب قرآن مجید
ات ہذ القراءت یهدی
للتھی ہی اقوم دارالعلم
بہت سید چھا۔
داد جو ای ہذ القرآن اور دھمی کیا گی میریا فرن
اذ خدھی ہنی اسکے اور اوراق
المحکتبہ بین (بردا)
انہ تعریف کو یہ
بل هو قراءت مجید
بلکہ کتاب قرآن مجید
ات ہذ القراءت یهدی
للتھی ہی اقوم دارالعلم
بہت سید چھا۔

"یا قی آئندہ"

کلام حشر اللہ

محمد و عطر کو صحیح رفع
از مولانا محمد اسحاق صاحب شدیو کی ندوی

بے اور بند کو مسلمان ہو گیا مگر ایمان لانے کے بعد
آنحضر کی خدمت اندھیں میں حاضری الغیب نہیں
تو ازتے ہیں، اس میں اپنے اختیار داکتا ہے کوئی
و خل نہیں ہے، جس طرف اشتری کی ایک قانون "جزاء
و غرام" ہے، ایسے ہی کی ایک تائون اجتا دا خاب دا خاب
بھی ہے، ادا خاب میں بل شارے ہے۔

اللہ بھتی ایسے من اشتری کی چاہتے ہیں
دیشا و بھدا ایسے
من پیلیب :
ترجمہ ایک چوٹا پری آئھوں سے سرو کھین
کی زیارت کی مگرس کی ۲۰ نیجیں بندہ ہیں جن
کا فوز ایمان ہے اس نے بقول کے محمد بن عبد اللہ
کو دیکھا مگر محمد رسول اللہ سے اور علیہ وسلم کو نہیں
و دیکھا، اور جوان سے بغیر رکھنا ہے دا ہوئی تو اکاپ بہت
کی زیارت سے خود کی وجہ سے ان سے بغیر رکھنا ہے
کے ایسی اچھی تائیں اور جوان سے بغیر رکھنا ہے
اس حدیث میں صحابہ کرام کے بارے
ماحصل میں بقیۃ امت کو دو حکم دیتے گئے
ہیں۔

۱۱) ان پراغراف امامت و ترقیتے اسے احترام و
غطت صحابہ میں سب بلند درجہ مربوط ہے
پیدا کی کہ آقاب رسات سے براہ راست بلا وسط
اکتا ب او کسکیں،

ذلک منقل اللہ یو ہے ای اشتری کا خفضل ہے جو
من بشاء اللہ ذکریں جا ہے دا عطا فرائی ہے پس
الدفیح .. ای اشتری بڑے ملکی ہیں اسی
ای سعادت بزوریا ز ویسیت

تاد بکشند ملے ای بکشندہ

اس سند میں امام بانی مجدد ای ای نیجی ای ای
قدس اللہ مزار بھی کارا شادا گری سی اسی لیجے
فرماتے ہیں،

مٹا میں مخصوص بجدی سے ایک عالم دلایت جزیکے

دھماکی بسک و مٹا میں اسی

ہر دو دوست مفترع اس

دھماکی است کہ ایمہر و

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف ماری کے مرتب کو نہیں

ادنی سے ادنی درجہ کے صحابی کے شرف ماری کیا

ہو، خداہ عاصمہ خدمت ہونے کی نیت علیٰ اسے

ایک سکنڈ ہی کے لئے ماہبل ہوئی ہو، اگر کبھی

ٹھفٹا ہے اس لئے اس کو قرآن کا افضل اور

عطری ہے جو اپنی خوات اور کوئی شکش سے جسیں حاصل

ذمہ لیتا ہو گا۔

از ہب فاختطبہ ہے کچھ کہٹے لے اور
و بع دلا ارینک سلطنت پڑھ کامان
خمسمتہ عشرون وفا کیا، ہنپے ری خالت
فڈ ہب الرجل دیکھ کر فراہم کی رحمت
بختطب دیبیم کی کافی، اس سے گہن
عن الن بن مالک حضرت ابن عثیمین
رضن اللہ عنہ نے زبانے میں کہ ایک ضاری
ان رحیا من الانف شفیع حضور کی خدمت میں
ڈا مشتری کا داغ تھا رے سال
اے النبي صلی اللہ آیا در دست سال
علیہ وسلم علیہ السلام دراز کیا، اپنے فرمایا تھا
خدا اماق بیتک پاس کوئی جزیہ اس نے
شی تعالیٰ بلے سہا ایک پالان رکب جو
صلی اللہ علیہ وسلم بہا کر نہ داد کے
حلس نہیں بعضہ کا کچھ حصہ بنا ہوں اور
ہذا اجیولکھون لے جائز ہے۔

د بسط بعضہ بعضہ بعیض جاہیل ہوں اور ایک
وقب نشر ب پانی پیچے کے لئے پیاری
فید من الماء آپ نے فرمایا تھا کہ اؤ
قائل آتی دینہ دے ایسا، آپ نے فرمای
ناتا لا بهما سر کی رکھی اور پس اکون
قا خذ همارا سر اللہ خریکا، ایک شخص کہا
صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایک دسم میں لیتا
بیدا و تعالیٰ ہوں، آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے
کی وجہ کی تقدیمی کا درتبا یا کہ افراد کے
ہدایت قال رجل کائنات کی رہنمائی کی
کے وقت اس کے ذرکر دیتی تھی، چند روزہ چند ناقوس
انداختہ ہابد ہم میں دو میں لیتا ہوں،
تال من بذریا آپ نے چینی دیکھ دیم
در هدم مرتیں لے لے اور سائل سے
ادھارا ثنا قال رجل کہا کہی درہم است اپنے
روک بھی لیا، کہ کیسی عوام زکوہ کے بال مفت
کے سہارے ہاتھ پر توڑ کر بیٹھ زریں، بلکہ ہوئے
اور تند رست فیر دن کو امام کی بجائے ان کو اس بات
پر بھور کیا جائے کہ وہ کسب حاصل کیں
ما خطا هما اور دسر کے لئے ملکی طبقہ
ایا کہ ملک الدین خوب اور دیرمیزے پاس
فاعطا هما لاد تو وہ اسکو لاتے
الانصاری ف جلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اشتراحد هما علیہ دم اسی میں اپنے
طعاماً نابذہ باقہ سے کفری کی دلائی
ای ا هلکت واشتر پھر نہیں لیا،
با لاحر قتد و ما حجل میں سے کلکیا
ذا تندی بہ ذا اہ لاد دیکھیں
بیت بیت دلیا میں اپنے کیفیت
ذہب، بلکہ ایاد بھی اپنی دلوں کے لئے جائی
رہ سکتی ہے جو کسی خاص فدر کی وجہ سے بیٹھ
ہوں، فرمایا تھا کہ اس کے مصادر ایں اس کی
حقیقت زر کا قاتے پورا ہے اس کے لئے
اس کا امر الهم حق کو صاحب زدتی کی وجہ سے
السائل والحمد لله میں سائل اور فوجی خود کا
حق ہے۔

ایا ہر گز نہیں ہے کہ دی پی سببہ دیتی
بیت بیت دلیا میں اور کسب کی طرف بالکل نہیں
ذہب، بلکہ ایاد بھی اپنی دلوں کے لئے جائی
رہ سکتی ہے جو کسی خاص فدر کی وجہ سے بیٹھ
ہوں، فرمایا تھا کہ اس کے مصادر ایں اس کی
حقیقت زر کا قاتے پورا ہے اس کے لئے
اس کا امر الهم حق کو صاحب زدتی کی وجہ سے
السائل والحمد لله میں سائل اور فوجی خود کا
حق ہے۔

ذمہ لیتا ہو گا۔

افراد کی بیکاری کا بوجوہ ہوں اور ان کے
سماں کے برتاؤ دے سی جو موجود ہوں اور ان کے
برستہ میں بیکاری کرنے کے لئے جو کریم
اس حقیقت کو فتح ادا کر کے برخی لکڑوں کا فرشتہ
طریقہ اختیار کریا، حالانکہ اسلام نے اس کے خلاف
شدت سے مغلت کی اور "لکشیر اولاد" کی طرف
پورا زدہ دیوار اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ مسماں اور
اسباب مسماں میں کوئی کمی نہیں ہے، زمین دیس
ہے اور ہبہ اور دشمنی ہے انتہا ہے اس کے عکس
کرنے والے جس قدر زیادہ ہوں گے اس کا قدر
زیادہ دولت حاصل ہو گی، یہی وجہ ہے کہ
بایان اسلام میں ایسا علیم تھا پرہلہ الفاظ میں فرمایا کہ:
تزوہ جو السداد تم دعا در زیادہ
اللہ علیہ السلام نے ایسا مکاشر بھی جسے والی خورون
بکھرے اس نام میں لاؤں
(ادکھا قال) اس کی وجہے نام اتوں
بر فخر کروں گا۔

اسلام نے تکمیل اور ادکنی طرف زدہ دیا گے
اس کے دو مرے ایم پیلو افراد کی بیکاری
پر سیکری تقدیم کی اور بتایا کہ افرادے کا نہ
رہنے والیں دردناک کار اور یہ روز کا فتحتھ
کی کرشت مغلی اور کلکھی کا بہت بڑا زیری
بننگی، چنانی زکوہ دعستہ خواہ دار اور اس کی
جیب سے نکل دہ غریبوں کا حق ہے۔

اسلام نے اس سے "مال غنیمت" کا نصیر
نکال کریمی دامت کی ہے کہ اس کے مصادر فتح
ہوں، فرمایا تھا کہ اس کے مصادر ایں

د ف امر الهم حق کو صاحب زدتی کی وجہ
السائل والحمد لله میں سائل اور فوجی خود کا
حق ہے۔

ذمہ لیتا ہو گا۔

اے عظیم نام کے نہ فری کیا ہے کہ جمیں ہے
ایک مقدمہ اجیش عزم صادق کے ساتھ اٹھے اور
بیکاری کا جاہل کے اپنے راستے میں رہا دوں
ہے، اور بھیج ہوت جاہیت کے اس مجرم خارجیں
ایک کشتمی دالے ہے، مقدمہ اجیش ایک طرف تو
جالبیت سے ایک گوش کرنا کہ اخیار کے اور دیوری
لہر اس کے قلب دیگر میں اڑ کر اس کا مقابلہ کرے
ایک مقدمہ اجیش عزم کیکا شکنے والے مقرر اجیش
بیکاری کی وجہ ایک ہے، آج بھومن ملا جلد ہو۔

ہماری رائی

سید قطب

ترجمہ

اقبال احمد احمدی ندوی

کرشی کا نیجہ یہ یہ کہ بندوں کے فلان رکشی اور
اسطہ کا عزم لیکا شکنے والے مقرر اجیش
کیلئے بھروسی ہے کہ مز لوں اور راہبوں سے
زیادتی کی جاتی ہے، آج بھومن اپنے اجتماعی نظام
میں عام طور پر ذیل ہے، ادا فراہم اور قوموں میں سے
کی کوشش نہ کریں، بلکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس
دار از اور لوگوں از نظام کی ظلمت و مچاہی پلے
کام کی حقیقت اور اپنے حصہ کی بلندی ورزش کر دے
و شواری سمجھ کے، اور یہ علوم کے کر کے اس طویل سفر
میں اس کا نافرط آغاز کیا ہو، اس کا طرح اس کی دعیت
بھی ضروری ہے کہ نہیں پر بھی ہوئی جاہلیت کے
مقابلے میں اس کا موقعت کیا ہو؛ وہ لوگوں سے کب
سلے، اور کب ان سے جدائی اختیار کرے، اس کی
کیا خصوصیات ہیں، اور اس کے ارد گرد جعلی ہوئی
جاہلیت کی ایسا خصوصیات ہیں۔ وہ جائنا ہے کہ اس
نظام میں انسان ایک دسکے کی غلامی سے آہے کہ کچھ
لئے مادی ایجادات کے علاوہ کوئی دوسرے کا الہیت
ہے، اور یہ ایجادت میں ایک مخداکی عبارت کرتا ہے، اسی بعد
یہاں انسان میں صرف ایک مخداکی عبارت کرتا ہے، اسی بعد
کار "کے کوئی اور چیز نہیں، جو انسانیت کو اس بات
کی اجازت دیتی ہو کہ وہ مادی عقیرت کی پیداوار
کی حفاظت کرے، اجو ایک ایسے نصویر کی نیز تحریر فی
ہو جو حضرت کی فرمودت پر لبیک کہے، جیسا کہ مادی
انسان کی حقیقت نہ گی سے گھرے اڑات مرتبت ہوتے ہیں
ایجاد اور فطری ضرورت پر لبیک کہتی ہے اور یہ کہ اپنی
عقیدہ اور دستور کو انسانی سوسائٹی اور مجاہرے
یہیں نہ مزدیں تردن کے بازار میں ملتی ہے تکمیلی مشرقی
میں مونڈ اور مثال پناہے۔

آپ پورا عالم انسانی اس صلی میلو ہے بہت
کر جن پر زندگی کی اساس ہے، جاہلیت میں زندگی گذار
ہے اپنے، ایک جاہلیت ہے اور عظیم اور انسانی
اوبلند ترین سامنی ایجادات اس جاہلیت کے اثر کو
ڈھندر کر کم ہیں کر سکتیں۔

اس جاہلیت کی اساس زمین پر اسلام کے اقدار
لئے ضروری ہے کہ وہ علی صعبت میں نہیاں ہو، ضروری
ہے کہ امت مسلم اس کو اپنی زندگی کے ہر گوئی میں
حاکیت کو انسان کا حق تواریخی ہے، اور اس طرف ایک کو
دوسرے کا حکم اور آئینا ہے، اسے ایسی نظام حیات
پر لے کر شرارت اور توہین، القورات و اقدار نظام اور
ذہن اور قرب بیانیں اپنے ایجاد ہے جس کے ویچھے
حیات کا اپنے دارہ اختیار میں لیتی کو ورشش کی ہے اور
ہمارے ہاتھوں میں آئے گی۔

جن کے اندر اللہ رب البرزت نہ کسی اور کو قلعہ ایجادت
تھیں دی ہے، اللہ کی خالیت کی کیمیت کے خلاف
اسلامی ایسا رکی میلیت کیسے شروع ہو؟

دamanِ محمد

الْمُنْذَرُ

جگر مزاد آباد روم

تدریخت

اک رندہ اور مدحت سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظرِ رحمت سلطانِ مدینہ
تو صبحِ ازل آئیں حسن از ل بھی۔
اے صلی علی صورتِ سلطانِ مدینہ
اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلدہ ہے تو جنت سلطانِ مدینہ
ظاہر میں غریبِ الوفہ با پھری یہ عالم
شاہوں سے سواستوت سلطانِ مدینہ
اس طرح کہ اس ہو معرفتِ عبارت
دیکھوں میں در دلست سلطانِ مدینہ
کوئین کاغم، یا وحدا، در دشافت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ
اس امتِ حاصی سے نہ منہ بچھڑایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ
اے جان برباد آمدہ ہشیار جنردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ
پچھا اونہیں کامِ جگر محبکوں سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

پہچان گئے پر دہ در دیکھنے والے
اللہ کے محبوب کا گھر در دیکھنے والے
چھایا ہوا اک زنگ ہوا کیف ہوا ک فور
کیا پیزیر ہوئی پیش نظر در دیکھنے والے
اس ذر کے ملکرے میں عجبِ جذب و اثر ہے
دیکھا ہی کریں شام و گر در دیکھنے والے
جلوؤں کا لگا ہوئے نہ ہو جائے تقاضم
ہشیار جنردار ادا حصہ در دیکھنے والے
اعجازِ بصیرت بھی بعارات بھی نہیں ہے
آئینے میں دیکھا اپنی نظر در دیکھنے والے
جلوؤں کا وہ عالم کہ شہر قی نہیں نظر
دیکھنے کے یہ نہیں تھکو مگر در دیکھنے والے
ہوں پیش نظر و فدہ اقدس تے مناظر
دیکھیں مری نظرؤں سے اگر در دیکھنے والے
(زادِ حسین حیدر مدینی مر جوم)

پہرم جلوہ گر شمع فروزانِ محمد ہے
دلِ ہر عاشقِ صادقِ شہستانِ محمد
خدائی انسکی شیدائی، خداونکا تھمتِ ائمہ
تعالیٰ اللہ کیا ہی عظمتِ دشانِ محمد ہر
فلایتِ دین و دنیا کیا، دو عالم کی مرست کیا
ہماں پاس بکچھ ہجوار مانِ محمد ہر
فرارِ عرش کو بھی حسرتی ہیں اُس بلندی کی
خدائی جان کی رفت پر ایوانِ محمد ہر
مرست کیوں ہونا زاں خوشی کو کیوں رٹکے
کہ میری داستانِ غم بعنوانِ محمد ہر

کوئی شے خود خود روشن نہیں اپنی تحلیلے
ہر ک ذرہ زینِ مہربانِ محمد ہر
مشامِ چان و دل آخرِ محض کیوں نہ ہو جائے
گذر گاہِ شہیم عنبر افغانِ محمد ہر
خدایا مخصوصیتِ فنا تو ان کی لائج رو جاتے
مر کمزور ہا تھوڑی بھی دامانِ محمد ہر
کہاں میں او کہاں نخت شہر دوسرے دل
یہ توفیقِ خدا ہے او فیضانِ محمد ہر